امام المحدثین بخاریؒ کی سیرت پر اجمالی نظر

(۲)

(از مولوی عبدالغفار صاحب حسنؔ رحمانی متعلم رحمانیہ دہلی)

گذشتہ اشاعت میں آپ کے سامنے اس مجسمہ اخلاق پیکر ایثار وصداقت کے خصائل حمیدہ اور اسکے علمی کارناموں پر مختصر سی روشنی ڈالی گئی تھی ذیل کے مضمون میں یہ بتلانا مقصود ہے کہ امام المحدثین کے فضل وکمال کا شہرہ جامع صحیح بخاری کی مقبولیت آپکی ہر دلعزیزی کے اسباب کیا ہیں۔

جسطرح آپ احادیث کی صحۃ وسقم کے امتیاز کرنے میں یکتا تھے اسی طرح آپکی اجتہادی قوت فقہی طاقت بھی بےنظیر تھی۔ اسی وجہ سے امت کے بڑے سے بڑے اولوالعزم محدثین وفقہاء نے آپکو رفقہ خلق اللہ۔ سید الفقہاء جیسے محترم القاب سے ملقب کیا۔

صحیح بخاری کے وہ حصے جن میں معاملات کا ذکر ہے کتاب السیر تک غور سے دیکھ جائیں واقعی بات یہ ہے کہ جو رموز اعلیٰ قوانین آپ نے احادیثِ نبویہ سے مستنبط کئے ہیں وہ تمدن کی جان اور سلطنت کیلئے روح رواں ہیں۔ اقوام عالم آج انہی قوانین پر عمل پیرا ہوکر آسمان ترقی پر آفتاب بنکر چمک رہی ہیں۔

اخذ روایت میں سختی۔ آپنے صحۃ احادیث کے لئے سخت سے سخت شرطیں لگائیں۔ تاکہ کسی قسم کے شک وشبہ کی گنجایش باقی نہ رہے آپ نے تلمیذ واستاذ میں صرف معاصرت کو کافی نہ سمجھا بلکہ ملاقات کی بھی شرط لگائی کیونکہ ایک زمانہ میں ہونا بلکہ ایک شہر میں بھی ہونا ملاقات کو مستلزم نہیں یہ وہ شے تھی جسکی وجہ سے آپ کے وہ شاگرد رشید جنکو آپ سے خاص عقیدت تھی اور فرمایا کرتے تھے دعنی اقبل رجلیک اس امر میں آپکی سختی سے مخالفت کرنے لگے اور اسکا ذکر صرف زبانی ہی نہیں بلکہ تصنیفات میں بھی کر دیا لیکن امام صاحب نے اسکی کوئی پرواہ نہ کی بلکہ اسی خیال پر جمے رہے کہ جتنی سخت شرطیں لگائی جائینگی اسی قدر حدیث کی مضبوطی بڑھ جائیگی۔

فقاہت۔ استنباط مسائل میں آپ نے عبارۃ النص کے علاوہ اشارۃ النص اقتضاء النص۔ دلالۃ النص حمل النظیر علی النظیر قیاس صحیح کو اسطرح پیش کیا کہ مطالعہ کرنیوالے کو آپکی فقاہت کا یقین اسی طرح ہوجاتا ہے جسطرح سورج نکلنے پر دن کا۔

فقہی ابواب کی چند مثالیں۔ مثلاً باب قائم کرتے ہیں باب فضل صلواۃ الفجر فی جماعۃ۔ نماز فجر کی فضیلت کا باب ذیل میں یہ حدیث پیش کرتے ہیں۔ والذی ینتظر الصلوۃ حتی یصلیہا اعظم اجرا من الذی یصلی ثم ینام ۔ جو شخص انتظار جماعت کرتا ہے وہ بہتر ہے اس سے جو نماز پڑھکر سو جاتا ہے۔

بظاہر اس حدیث سے نماز عشا کی فضیلت نکلی لیکن جب علت دیکھی جائے تو معلوم ہوگا کہ نیند ترک کرنا اور بیداری کی مشقت برداشت کرنی یہ بات صبح کی نماز میں بدرجہ اتم موجود ہے کیونکہ کچھ دیر تک نیند روکے رہنا آسان ہے اس بات سے کہ یعنی نیند سے بیدار ہوجائے علامہ عینی نے اسکی تشریح اسطرح کی ہے۔ المشقۃ فی الجماعۃ فی الفجر ازید فیصلح ان

اجرھا اور کبھی کسی مسئلہ کو چند احادیث سے ملا کر ثابت کرتے ہیں۔ مثلاً باب قائم کرتے ہیں۔ باب ھل علی من لم یشھد الجمعۃ غسل من النساء والصبیان وغیرھم قال ابن عمر انما الغسل علی من تجب علیہ الجمعۃ کیا وہ لوگ جو جمعہ میں حاضر ہوں (بچے عورتیں وغیرہ) ان پر جمعہ کا غسل واجب ہے ابن عمرؓ کا قول ہے جس پر جمعہ ہے اس پر غسل واجب ہے۔ اسی باب کی آخری حدیث یہ ہے عن عمر قال رسول اللہ لا تمنعوا اماء اللہ عن مساجد اللہ خدا کی لونڈیوں (عورتوں) کو مساجد سے مت روکو۔ ظاہرا باب سے کوئی تعلق نہیں لیکن جب اس سے پہلے کی روایت جسکے راوی ہی حضرت عمرؓ ہیں اس سے ملائی جائے ائذنوا النساء باللیل الی المساجد عورتوں کو رات کیوقت مسجد ونمیں جانے دو۔ اب حضرت عمرؓ کی دونوں حدیثوں کے ملانے سے معلوم ہوا کہ عورتوں کو مسجدونمیں جانے سے نہ روکو۔ کیونکہ جس حدیث میں رات کی قید نہیں وہ رات والی قید پر محمول کی جائیگی۔ کما ھو مقتضی حمل المطلق علی المقید پس دنکو روکنے کا جواز نکلا۔ اور جمعہ دنکو ہوتا ہے لہذا ان پر جمعہ واجب نہیں۔ اب اسکے ساتھ ابن عمرؓ کے مذکورہ بالا قول کو ملا لیجئے تو مطلب صاف ظاہر ہے کہ عورتوں پر غسل جمعہ واجب نہیں۔ کبھی کسی مسئلہ کو دلالۃ النص سے ثابت کرتے ہیں۔

دلالۃ النص۔ باب الاستماع فی الخطبہ کے عنوان سے باب قائم کیا اور ذیل میں یہ حدیث لائے فاذا خرج الامام طووا صحفھم ویستمعون الذکر فرشتے خطبہ سے پہلے آنیوالوں کے نام لکھتے رہتے ہیں لیکن جب امام منبر پر رونق افروز ہوتا ہے تو فرشتے اپنے اپنے دفتر لپیٹ کر خطبہ سننے کیلئے کان لگاتے ہیں۔ جب فرشتے ایسا کرتے ہیں تو انسانوں کیلئے ایسا کرنا بدرجہ اولی ضروری ہے۔ اسی طرح امام بخاری نے معاملات کے مسائل میں بہت موشگافی سے کام لیا جسکے شواہد کتاب البیوع والہبۃ اور شہادات خصومات اجارات وغیرہا میں بکثرت موجود ہیں لیکن بخوف طوالت سب کو چھوڑتا ہوں۔ مشتے نمونہ از خروارے کے طور پر آپکی فقاہت کی ادنی مثالیں پیش کی گئیں ہیں۔ یہی فقاہت تھی جسکی وجہ سے عالم اسلامی میں ایک شور بپا ہوگیا تھا۔ ہر ایک شخص آپ کے مافوق العادۃ کمالات دیکھنے کا خواہشمند تھا۔ تکمیل علوم کے بعد جب آپ بخارا کی طرف مراجعت فرما ہوئے تو آپ کے استقبال کیلئے شہر کے باہر تین تین میل تک لوگ خیمہ زن ہوئے اور شہر میں بڑے تزک واحتشام سے لائے گئے لوگوں نے وفور نشاط وفرط مسرت سے آپ پر مٹھائیاں اور اشرفیاں نثار کیں۔ اسیطرح نیشاپور لائے گئے تو استقبال کیلئے صرف گھوڑے سوار چار ہزار تھے باقی خچر اور گدھے سوار یا پیادہ کا تو کوئی اندازہ ہی نہیں[۵]۔

شاعری۔ جہاں آپ فن حدیث میں یکتائے زمانہ تھے وہاں شاعری کا ذوق بھی رکھتے تھے ذیل میں آپ کے چند اشعار بطور نمونہ پیش کئے جاتے ہیں۔ جو کہ عاقل کیلئے گرانقدر موتیوں اور بیش بہا جواہر سے کم نہیں ؎

اغتنم[۶] فی الفراغ فضل رکوع فعسی ان یکون موتک بغتۃ
کم صحیح رایت من غیر سقم ذھبت نفسہ الصحیحۃ لغتۃ

ترجمہ۔ فرصت کے وقت ثواب نماز حاصل کرنیکو غنیمت جانو۔ کیونکہ بسا اوقات انسان اچانک لقمۂ اجل بنجاتا ہے میں نے بہت چلتے پھرتے کو دیکھا جو ناگہاں بستر مرگ پر جان توڑتے ہوئے نظر آئے۔

سلاطین اور امراء کی صحبت سے اجتناب۔ امام المحدثین کی اس خداداد قابلیت کو دیکھکر خالد بن ذہلی (گورنر بخارا) نے درخواست کی کہ جہاں آپ مسند درس پر فروکش ہو کر تشنگان علوم کو سیراب کرتے ہیں وہاں اتنی تکلیف اور گوارا فرمائیں کہ حریم شاہی میں آکر مجھکو اور شاہزادوں کو صحیح بخاری اور تاریخ کا درس دیں آپ نے اسکا جواب وہی دیا جو کہ امام مالکؒ نے ہارون الرشید کی اسی قسم کی

درخواست کو رد کرتے ہوئے دیا تھا۔ اور بتلا دیا کہ مالک جیسے علم کے قدردان اب بھی موجود ہیں۔ فرمایا کہ حریم شاہی میں جاکر میں خوشامدی نہیں بننا چاہتا اس میں علم کی ذلت ہے۔ اس نے دوبارہ درخواست کی کہ اگر حریم شاہی میں آنا ناپسند ہے تو کم سے کم شاہزادوں کیلئے کوئی خاص وقت معین کر دیں جس میں عام لوگ شریک نہ ہوں آپ نے اس سے بھی صاف انکار کرتے ہوئے فرمایا کہ یہ سرور کائنات محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی میراث ہے اسمیں سب کا حق برابر ہے مسجد کا در کھلا ہے کسی کی ممانعت نہیں۔ ؏

در فیض محمدؐ وا ہے آئے جسکا جی چاہے ساتھ حاکم کی برہمی کا قطعاً خیال نہ کیا سچ تو یہ ہے کہ جسکا دل عشق خداوندی سے لبریز جسکا قلب حب نبوی سے سرشار ہو اسکو نہ تو حکومت کا ڈر نہ طوق و سلاسل کی پرواہ نہ دار و رسن کی تکالیف کا خیال ہوتا ہے! یہ وہ روحانی قوت ہے جسکے سامنے تمام مادی قوتیں ہیچ ہیں۔ خالد کی حکومت لوگوں کی گردنوں پر تھی لیکن محمد بن اسمٰعیلؒ کی حکومت دلوں پر تھی اسی وجہ سے اسوقت امام بخاری کا خالد کچھ نہ بگاڑ سکا۔ بلکہ چند لوگوں کو آپ پر تہمت تراشنے کیلئے معین کیا تاکہ لوگوں کے دل آپکی محبت سے خالی ہو جائیں۔ جب غلط الزام کی شہرت دگئی اور عام لوگوں میں ایک ہنگامہ بپا ہو گیا تو حاکم نے آپ کو شہر چھوڑنے کا حکم دیدیا۔ آپ وطن مالوف سے نکلے اور آپکی زبان مبارک پر یہ الفاظ جاری تھے۔ اللھم ارھم ما قصدونی بہ فی انفسھم واولادھم یعنی جسطرح ان لوگوں نے میرے ساتھ برائی کی اے خدا تو بھی اسکا مزہ ان کو چکھا۔ اس بددعا کا اثر یہ ہوا کہ خالد بن ذہلی طاہریون (فرمارویائے خراساں) کے حکم سے گدھے پر بٹھا کر رسوا کیا گیا۔ اور پھر قید خانہ میں بند کر دیا گیا۔ چند روز میں وہیں مر گیا ؎

دیدی کہ خون ناحق پروانہ شمع را　　　چنداں اماں نداد کہ شب را سحر کند

اسی طرح دوسرے مفسدین گرفتار بلا ہوئے آپ بخارا سے نکلکر بیکن ہوتے ہوئے سمرقند کے قریب موضع خرتنک میں اپنے ایک رشتہ دار کے مکان پر قیام فرما ہوئے اثنائے قیام میں آپ نے اکثر تبہ نہایت گریہ و زاری سے شب کے آخری حصہ میں اسی شہنشاہ معظم سے درخواست کی کہ اے خدا تیری زمین باوجود کشادہ ہونیکے مجھ پر تنگ ہو گئی مجھے اپنی طرف بلالے۔

وفات۔ دعائے مذکورہ کے چند روز بعد مرض کا آغاز ہوا۔ اسطرف سمرقندیوں نے درخواست پر درخواست بھیجی کہ آپ سمرقند میں آکر مسند درس کو مزین فرمائیں آپ نے درخواست منظور فرمائی لیکن جب آپ پندرہ بیس قدم سواری کی طرف چلے تو ضعف بڑھگیا اور جسم سے پسینہ جاری ہونے لگا آپ لیٹ گئے لوگوں سے کہا اب مجھکو چھوڑ دو۔ اور لیٹ کر جناب باری میں آہ و زاری کرنے لگے یہانتک کہ شب عید الفطر کو تیرہ دن کم ۶۳ برس کی عمر میں خدا نے ان کو اپنی طرف بلالیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون ہ اور اسی موضع خرتنک میں عید کے روز بعد نماز ظہر دفن کر دیئے گئے۔ اس طرح آفتاب عالمتاب احادیث نبوی کا مخزن، تمام عالم اسلام کا محسن، کتاب و سنت کا شیدا ہمیشہ کیلئے اپنی عظیم الشان یادگاریں چھوڑ کر شیدایان علوم تشنگان فنون کی نظروں سے اوجھل ہو گیا، عالم پر ایک تاریکی چھا گئی۔ اکثر مورخین نے لکھا ہے کہ دفن کے بعد قبرؒ سے ایسی خوشبو نکلی جو بیش بہا عطر گلاب کو بھی شرمندہ کر رہی تھی اور بزبان حال گویا تھی ؎

جمال ہمنشیں در من اثر کرد　　　وگرنہ من ہماں خاکم کہ ہستم

فاعتبروا یا اولی الابصار۔ من کان للہ کان اللہ لہٗ۔ آنکھیں والو عبرت حاصل کرو جو اللہ کیلئے ہو گا اللہ بھی اس کیلئے ہو گا۔

ؔ۵ مقدمہ فتح الباری ۱۲